انسانی فضائل وکمالات اور امام خمینیؒ

سید محمود نقوی

علامہ اقبال کی چشم بصیرت کی یہ کارفرمائی تھی یا ان کی الہامی فکر کا نتیجہ کہ ایران کے اسلامی انقلاب سے بہت پہلے انہیں اس سرزمین سے کچھ صحت مند ور انقلاب آفرین امیدیں وابستہ ہوگئی تھیں:

من درین خاک کہن گوہر جان می بینم
چشم ہر زرہ چو انجم نگراں می بینم
دانہ ای را کہ نہ آغوش زمین است ہنوز
شاخ در شاخ وبرومند وجوان می بینم
انقلابی کہ نگجند بہ ضمیر افلاک
بینم وہیچ ندانم کہ جہان می بینم

اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان کی دور بیں نگاہیں اس گردآلود ماحول میں ایک سوار کی آمد کے آثار کو بھی دیکھتی ہیں۔

خرم آن کس کہ درین گرد سواری بیند

اور پھر انہیں تاروں کی لرزش سے جو ہر نغمہ کی نشان دہی بھی محسوس ہونے لگتی ہے۔

امام خمینی کا خواب سچ ثابت ہوا۔ ایک طویل جدو جہد کے بعد شہنشاہیت کا گردو غبار چھٹا اور ۱۹۷۹ء میں ایک مردحق آگاہ کی مساعی جمیلہ اور انتھک کوششوں سے اسلامی انقلاب رونما ہوا۔ جس طرح یہ انقلاب بیسویں صدی کا سب سے بڑا اور حیرت انگیز انقلاب تھا، اسی طرح اس انقلاب کا رہبر بیسویں صدی کا سب سے بڑا قائد اور عظیم انسان تھا۔ درحقیقت امام خمینیؒ اور اسلامی انقلاب دو مترادف الفاظ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ایک قد آور شخصیت کا نام ہے اور دوسرا اس کے ناقابل فراموش کارنامے کا۔ اگر کسی کا کارنامہ زندہ اور باقی ہے تو وہ شخصیت بھی اپنی تمام جلوہ سامانیوں کے ساتھ موجود ہے۔ اور کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ کچھ شخصیتوں اور ان کے کارناموں میں اتنا گہرا رابطہ ہوتا ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ کارنامہ مشخص ہوجاتا ہے، شخصیت کارنامہ

بن جاتی ہے۔ امام خمینیؒ اور اسلامی انقلاب کے ساتھ یہی کیفیت ہے۔ اسلامی انقلاب کا لفظ ہونٹوں پر آتے ہی بے ساختہ ذہن میں امام خمینیؒ کی شخصیت ابھر آتی ہے۔ اسی طرح امام خمینیؒ کا ذکر ہوتے ہی اگر ایک طرف نطق زبان کے بوسے لینے پر آمادہ ہوجاتا ہے تو دوسری طرف ذہن اسلامی انقلاب کی کیفیات سے سرشار ہوجاتا ہے یقیناً ایسی قدآور شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

خلاق عالم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اسے 'احسن تقویم' کے خطاب سے نوازا۔ لیکن اس شرف کے بار کو اٹھانا ہے ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ کیا بین الاقوامی سطح کے مجرموں کو بھی، بھلے ہی وہ کسی بڑے ملک کے صدر ہی کیوں نہ ہوں، اشرف المخلوقات میں شمار کرنا مناسب ہوگا؟ کیونکہ یہی انسان جب اپنے مزاج وکردار کی پستیوں کے باعث گرتا ہے تو اسفل السافلین کہلانے کا مستحق بن جاتا ہے، پھر اس کے یہاں جائز وناجائز اور حق وباطل کی تمیز ختم ہوجاتی ہے۔ وہ صرف اپنے غلبہ اور اقتدار کی خاطر تمام انسانی اقدار کو بالائے طاق رکھ کر شکاری کتوں کی طرح حملہ آور ہوجاتا ہے۔ اور ان ہی انسانوں میں جب کوئی بندۂ خدا تقویٰ پر ہیزگاری کو اپنا مزاج وشعار بنالیتا ہے تو کبھی اس کے خلق عظیم پر فائز ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے، کبھی وہ عہد خاص قرب الٰہی کی اس منزل پر پہنچ جاتا ہے کہ دوکمانوں سے بھی کم کا فاصلہ رہ جاتا ہے اور کبھی رب العالمین اسے رحمت العالمین کے خطاب سے نوازتا ہے۔ بیسیوں صدی کے آخر میں اس عظمت کردار کا پرتو جس انسان میں نظر آتا ہے دنیا اسے امام خمینیؒ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ جس کے مزاج وکردار میں انسانیت کے وہ سبھی اعلیٰ اقدار موجود نظر آتے ہیں جو اسے اشرف المخلوقات اور احسن تقویم ہونے کا حقدار بناتے ہیں۔ ایسے انسان کو ہم اپنی اصطلاح میں بندۂ مومن کہتے ہیں جس کا اعتقاد وایقان یہ ہوتا ہے کہ ہم سے جو اچھے اور بڑے کام انجام پذیر ہوتے ہیں وہ بغیر تائید ایزدی کے انجام نہیں پاسکتے۔ امام خمینیؒ کی کسی تحریر یا تقریر میں یہ نہیں ملے گا کہ اسلامی انقلاب کے سرگروہ وہ خود تھے یا یہ کارنامہ انہوں نے بذات خود انجام دیا۔ جہاں بھی انقلاب کی کامیابیوں کا ذکر ہے وہ خداوندی فضل وکرم کے حوالے اور ایرانی عوام کی کوششوں کا نتیجہ ہی قرار دیا گیا ہے۔ انسان میں یہ صفت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اسے اللہ پر مکمل اعتبار ویقین ہو، جب نغمہ ''اللّٰہ ھو'' اس کی رگ وپے میں شامل ہو۔ ایسے شخص کی امیدیں قلیل ہوتی ہیں لیکن اس کے مقاصد جلیل ہوتے ہیں۔ وہ دم گفتگو نرم لیکن دم جستجو گرم ہوتا ہے۔ رزم ہو یا بزم وہ پاک دل اور پاکباز ہی رہتا ہے۔ امام خمینیؒ کی پوری زندگی کے

مطالعہ میں انسانی فضائل وکمالات کی جھلک ہر جگہ نظر آتی ہے۔ کسی ایک موقع پر بھی یہ کہنے کا موقع نہیں ملتا کہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اچھا ہوتا۔ ان کی زندگی کے صرف دو چھوٹے سے واقعات بطور ثبوت پیش کئے جاتے ہیں فرانس میں قیام کے دوران ان کا ملازم سیب یا کوئی اور پھل ضرورت سے کچھ زیادہ خریدلایا۔ امام خمینیؒ نے زیادہ خریدنے کی وجہ دریافت کی تو ملازم نے کہا کہ سستے مل رہے تھے اس لئے زیادہ خرید لی۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں کرنا چاہئے کیونکہ سستے ہونے کی وجہ سے کچھ غریب لوگ انہیں خرید سکتے تھے، اس طرح ان کا حق سلب ہوگیا۔ سوچنے سمجھنے کا یہ انداز اسی وقت پیدا ہوسکتا ہے جب اللہ پر مکمل یقین ہو اور اس کی مخلوق سے بغیر کسی لاگ یا لگاؤ کے محبت والفت کا حامل ہو۔

انقلاب اسلامی کے بعد جب ایک مجرم کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تو اس نے لمحہ کے اندر اسے قبول کرلیاایک عالم میں خواہش منظور کردی ۔ جب لوگوں نے سبب دریافت کیا تو نے فرمایا'' میں آپ سے بڑی محبت وعقیدت رکھتا ہوں لیکن میں لوگوں کی خوشی کے لئے خوشنودی پروردگار کونظرانداز نہیں کرسکتا''

بندۂ حق بین وحق اندیش اسی طرح گفتار وکردار میں اللہ کی برہان ہوتا ہے، اس کی گفتگو میں اگر ایسی شبنمی کیفیت ہوتی ہے جس سے جگرلالہ میں ٹھنڈک پڑجائے تو اس کی جرأت وبیباکی بھی ایسے طوفان کی مانند ہوتی ہے جس سے دریاؤں کے دل دہل جائیں۔

انکساری انسانی فضائل وکمالات کا ایک بڑا وصف ہے مگر مردان خدا ایسے موقعوں پر انکساری سے کام نہیں لیتے جہاں حق پر آنچ آرہی ہو، پھر ان کی حق گوئی وبیباکی مصلحتوں کا شکار نہیں ہوتی۔ امام خمینیؒ کی زندگی میں بہت سے لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ انہیں مصلحت سے کام لینا چاہئے اور کسی ایک 'سپر پاور' کو تو اپنا دوست بنانا ہی چاہئے، مگر وہ امریکہ کو ہمیشہ شیطان بزرگ کہتے رہے اور مشرقی بڑی طاقت کو بھی کبھی نہیں سراہا۔

ایک مرد مومن اسی طرح کسی سے مرعوب نہیں ہوتا بلکہ فقیری میں بھی شان وشوکت سے زندگی بسر کیا کرتا ہے۔

امام خمینیؒ میں انسانی فضیلتوں کے دوسرے سبھی پہلو جیسے اپنے گھروالوں پر حکم نہ چلانا، اپنا کام بذات خود انجام دینا، سلام میں سبقت کرنا، فضول خرچی، سے اجتناب کرنا، یہ سبھی خوبیاں موجود تھیں۔

وہ یقیناً ایسے مرد خدا تھے جو نقطہ پرکار حق کو اپنا نصب العین اور شعار زندگی بناتا ہے۔ وہ بیسویں صدی کی بڑھتی ہوئی تاریکیوں میں پیدا ہونے والی ایک ایسی سحر تھے جس کا اجالا دور دور تک پھیلا، جس سے حسب توفیق بے شمار افراد فیضیاب ہوئے اور جس سے انسانی فضائل وکمالات کو صحت مند توانائی حاصل ہوئی۔ اور شاعر مشرق کے الفاظ میں وہ ایک ایسی انقلاب آفرین اور حیات بخش شخصیت کے مالک تھے جن کے لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ

فطرت کا سرود ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفت سورۂ رحمٰن